تحریر: الدکتور محمد عجاج الخطیب
ترجمہ: جناب محمد مسعود عبدہٗ

(قسط ۱۰)

اسماء و صفاتِ باری تعالیٰ

اسماءُ اللہ الحسنیٰ کے معانی

۱۵۔ الغفّار، الغفور، الغافر:

"الغفّار" اور "الغفور" مبالغہ کے صیغے ہیں — اوران دونوں کے معانی، دنیا اور آخرت میں گناہوں پر انتہائی پردہ پوشی کے ہیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت انہیں مشتہر نہیں کرتے، بلکہ اپنے بندوں کے گناہوں کو چھپانے کے علاوہ ان سے درگزر فرماتے ہیں۔

"الغافر" یعنی گنہگار کے گناہ کی پردہ پوشی کرنے والا، جو نہ تو گنہگار کے گناہ کی تشہیر کرے اور نہ ہی اسے رسوا کرے — ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ — الآیۃ!" (المؤمن: ۱ تا ۳)

"اس کتاب کا اتارا جانا اللہ غالب و دانا کی طرف سے ہے، جو گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول فرمانے والا ہے۔"

— "مغفرت" گناہوں کی پردہ پوشی اور گناہگاروں کو معافی دینے کا نام ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم: والّذی نفسی بیدہٖ لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم و لجاء بقومٍ یذنبون فیستغفرون اللہ فیغفر لھم۔" (دیکھئے الاسماء

والصفات ص ۵۵، الترغیب والترھیب ج ۴ ص ۹۹ حدیث ۲۴)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا : اس ذات کی قسم، جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے اور ایسی قوم کو لائے جو گناہ کریں، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہیں تو وہ انھیں معاف فرما دے!"

سبحان اللہ، میرا رب کس قدر عظیم و کریم ہے، اس کی شانِ رحیمی و کریمی کی کوئی انتہا نہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے :

"نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" (الحجر : ۴۹)

"میرے بندوں کو بتا دیجیے کہ میں بڑا بخشنے والا (اور) مہربان ہوں"

اللہ ربّ العزّت اپنے بندوں پر کس قدر مہربان و شفیق اور ان کے گناہوں کو کس حد تک معاف فرمانے والے ہیں، اس کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے، جو صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ——— آپؓ فرماتے ہیں :

"انّہٗ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول : انّ عبدًا اصاب ذنبا، فقال : یا ربّ انّی اذنبت ذنبا فاغفرہ، فقال لہٗ ربّہٗ : علم عبدی انّ لہٗ ربًّا، یغفر الذّنب ویاخذ بہٖ فغفرلہ، ثمّ مکث ماشاء اللّٰہ، ثمّ اصاب ذنبا آخر، وربّما قال : ثم اذنب ذنبا آخر، فقال یا ربّ انی اذنبت ذنبا اٰخر فاغفرہ لی، قال ربّہ علم عبدی انّ لہٗ ربًّا یغفر الذّنب ویاخذ بہٖ، فغفرلہ، ثم مکث ماشاء اللّٰہ، ثمّ اصاب ذنبا آخر، وربّما قال : ثم اذنب ذنبا اٰخر، فقال : یا ربّ انّی اذنبت ذنبا فاغفرہ لی، فقال ربّہٗ : علم عبدی انّ لہٗ ربًّا یغفر الذّنب ویاخذ بہٖ فقال ربّہٗ : غفرت لعبدی فلیعمل ماشاء" (بخاری، مسلم ——— بحوالہ الترغیب والترھیب ج ۴ ص ۹۱، حدیث ۱۲)

کہ "آپؓ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا : بندے سے گناہ صادر ہوتا ہے تو کہتا ہے : اے میرے رب، مجھ سے گناہ ہو گیا ہے، مجھے

معاف فرمادے۔ اللہ ربّ العزّت فرماتے ہیں، میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے، جو گناہ معاف بھی فرماتا ہے اور اس پر گرفت بھی کرتا ہے۔ پھر وہ گناہ بندے کو معاف فرما دیتے ہیں ـــــ اس کے بعد بندہ، جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں، گناہ سے رکا رہتا ہے، لیکن پھر دوسرے گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور اللہ رب العزت سے درخواست کرتا ہے کہ اے میرے رب، مجھ سے ایک اور گناہ ہوگیا ہے، اسے معاف فرمادے۔ تب اللہ رب العزت فرماتے ہیں، میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے، جو گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے اور اسے معاف بھی فرماتا ہے، پھر وہ گناہ اسے معاف فرما دیتے ہیں ـــــ اس کے بعد بندہ، جب تک اللہ رب العزت چاہیں، گناہ سے رکا رہتا ہے، لیکن پھر ایک اور گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے تو رب تعالیٰ سے درخواست کرتا ہے، اے میرے رب، میں ایک اور گناہ کر بیٹھا ہوں، اسے معاف فرمادے! پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، میرے بندے کو علم ہے کہ اس کا ایک رب ہے، جو گناہوں کو معاف بھی فرماتا ہے اور ان پر پکڑتا بھی ہے ـــ تب اللہ رب العزت فرماتے ہیں، میں نے اپنے بندے کو معاف فرمادیا۔ "فلیعمل ما شاء" ـــــ "وہ جو چاہے عمل کرے!"

"فلیعمل ما شاء" کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ رب العزت خوب جانتے ہیں، بندہ جب بھی گناہ کرے گا، اس پر معافی کی درخواست کرتا اور توبہ کرتا رہے گا ـــــ دانستہ اس کا ارتکاب نہیں کرے گا۔ چنانچہ گناہ کرنے کے بعد جب وہ عفو و مغفرت کا طالب ہوگا تو اس کی یہ توبہ اس گناہ کا کفارہ بن جائے گی اور یہ گناہ اس کے حق میں مضر نہ رہے گا ـــــ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے، چنانچہ زبان سے تو معافی کا طالب ہو، لیکن عملاً گناہ سے رکنے کی کوشش نہ کرے ـــــ یہ سچّی توبہ نہیں، بلکہ جھوٹوں کا شیوہ اور جھوٹی توبہ ہے۔

توبہ کی شرائط میں گناہ سے رُک جانا اور گناہ پر ندامت کا اظہار بھی شامل ہے، نیز یہ پختہ عزم کہ وہ دوبارہ کبھی گناہ نہ کرے گا ـــــ اس مقام پر حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) کا یہ قول کس قدر بلیغ ہے کہ:

"لاصغیرۃ مع اصرار، ولا ذنب مع استغفار"

یعنی گناہوں پر اصرار سے یہ گناہ "صغائر" نہیں رہتے۔ اور استغفار سے گناہ باقی نہیں رہتا۔ "لاصغیرۃ مع اصرار" کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صغائر میں پڑ جاتا ہے۔ خواہ یہ گناہ حقیر ہوں، مثلاً لین دین میں انتہائی معمولی کمی بیشی، چوری کا ایک لقمہ یا ہلکا سا جھوٹ، اگرچہ اس سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچے ـــــ تو ایک وقت آتا ہے کہ یہ اس کی عادتِ ثانیہ بن جاتے ہیں، تب یہ صغائر، صغائر نہ رہیں گے بلکہ کبیرہ گناہوں میں تبدیل ہو جائیں گے ـــــ یا یوں سمجھئے کہ معمولی گناہوں پر دلیری سے وہ بالآخر کبائر کا مرتکب ہونے لگتا ہے!

اسی طرح "لا ذنب مع استغفار" کا مطلب یہ ہے کہ استغفار گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ استغفار توبہ کی مانند ہے، جس کا نتیجہ گناہوں سے رُک جانے کی صورت میں نکلتا ہے۔ بندے سے جو گناہ سرزد ہو جاتا ہے، اس پر ندامت، اور آئندہ یہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم زبان کے علاوہ دل میں بھی استغفار کو جاگزیں کرتا اور اعمالِ صالحہ کا باعث بنتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص زبانی کلامی تو مغفرت کا طالب ہوتا ہے، لیکن عملاً وہ معصیت سے کنارہ کش نہیں رہتا، وہ درحقیقت عفو و درگزر اور مغفرت کا طالب ہی نہیں ہوتا ـــــ ہاں بلکہ یہ جھوٹے اور نافرمان لوگوں کی توبہ ہے۔ اللہ رب العزت سے ہماری دعا ہے کہ اے اللہ، ہمیں اپنے توبہ کرنے والے بندوں میں شامل کر لے، ہماری توبہ قبول فرما لے ـــ آمین، یا ارحم الراحمین!

قرآنِ مجید میں ہے:

"اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ" (الزمر: ۵)

"آگاہ رہو، وہ غالب اور بخشنے والا ہے!"

"غفّار" گناہوں کی پردہ پوشی میں مبالغہ کے لیے ہے۔ چنانچہ اللہ رب العزت گناہوں کی دنیا میں بھی پردہ پوشی فرماتے ہیں اور آخرت میں بھی انھیں مشتہر نہیں فرمائیں گے ـــــ سبحان اللہ! اللہ رب العزّت کی شانِ ستّاری و غفاری کے کیا ہی کہنے، اس کی ایک جھلک صفوان بن محرز کی روایت میں ملاحظہ فرمائیں، وہ بیان کرتے ہیں:

"بینا انا امشی مع ابن عمر آخذ بیدہٖ اذ عرض لہٗ رجل فقال: کیف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النجوٰی یوم القیامۃ؟

قال : سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یقول : انّ اللہ عزّ و جلّ یدنی منہ المؤمن فیضع علیہ کنفہ (یرید بہ عطفہ ورأفتہ ورعایتہ) و یسترہٗ من النّاس فیقول : اتعرف ذنب کذا، اتعرف ذنب کذا؟ اتعرف ذنب کذا؟ فیقول : نعم ای ربّ، فیقول اتعرف ذنب کذا؟ فیقول : نعم ای ربّ - حتّٰی اذا قرّرہ بذنوبہ ورأی فی نفسہ انّہٗ قد ھلک، قال : فانّی قد سترتہا علیک فی الدّنیا وانا اغفرھا لک الیوم۔ قال نیعطی کتاب حسناتہ - قال : واماّ الکافر والمنافقون، فیقول الاشہاد ھٰؤلاء الّذین کذبوا علٰی ربّھم الا لعنۃ اللہ علی الظّالمین" (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ۶۰ وکتاب التوحید، باب ۳۶ — صحیح مسلم، ج ۴ ص ۲۱۲۰، حدیث ۲۷۶۸ — مسند احمد، ج ۲ ص ۷۴، ص ۱۰۵ - سنن ابنِ ماجہ، ج ۱ ص ۶۵، نیز دیکھئے" الاسماء والصّفات" ص ۵۶)

" اس دوران کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کا ہاتھ پکڑے جارہا تھا، ایک آدمی آیا اور کہنے لگا" آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، روزِ قیامت کے "نجوٰی" کے بارے کیا فرماتے سنا تھا؟"۔ بولے : میں نے سنا، آپؐ فرماتے تھے : " اللہ رب العزت اپنے مومن بندے کو (روزِ قیامت) اپنے قریب کرلیں گے، اور اسے اپنے سایۂ عاطفت ورحمت و رأفت میں لے کر لوگوں سے چھپائیں گے۔ تب فرمائیں گے، " (اے میرے بندے،) کیا تو اپنا فلاں گناہ پہچانتا ہے؟ فلاں گناہ، اور پھر فلاں گناہ پہچانتا ہے؟" وہ کہے گا : "جی ہاں، اے میرے رب!" پھر (دوبارہ اللہ رب العزت) فرمائیں گے، "(اے میرے بندے،) کیا تو اپنا فلاں گناہ پہچانتا ہے؟" مومن کہے گا : "جی ہاں، اے میرے رب!" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس سے اس کے (تمام) گناہوں کا اقرار کروائیں گے، اور مومن اپنے دل میں خیال کرے گا کہ وہ مارا گیا — تب (اچانک) اللہ رب العزت (اپنی شانِ رحیمی وکریمی سے کام لیتے ہوئے) ارشاد فرمائیں گے : "(اے میرے بندے،) میں نے دنیا میں

بھی تیری عیب پوشی کی تھی، اور آج میں یہ گناہ معاف فرماتا ہوں!"——
——پھر اسے اس کے حسنات کا اعمال نامہ عطا فرمائیں گے!
اور جہاں تک کفار و منافقین کا معاملہ ہے تو ان کے بارے گواہ کہیں گے:
"هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰى رَبِّهِمْ —— الخ!"
"یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے جھوٹ بولا تھا —— خبردار، ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو!" (جاری ہے)

آہ، پروفیسر محمد یامین محمدی!

اخبارات میں یہ اندوھناک خبر پڑھ کر سخت صدمہ ہوا کہ جماعت اہل حدیث کے مایہ ناز سکالر پروفیسر محمد یامین محمدی انتقال فرما گئے —— انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ علوم جدید و قدیم سے آراستہ اور جماعت اہل حدیث کے بڑے مخلص، نہایت فعال و سرگرم رکن تھے۔ فنِ خطابت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ سندھ کی دو بزرگ ہستیوں علامہ سید محب اللہ شاہ صاحب راشدی اور علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی سے آپ کے گہرے روابط تھے۔ یہی سبب ہے، کہ گزشتہ کئی برسوں سے نیو سعید آباد کی سالانہ سیرت کانفرنسوں میں عموماً بلاناغہ تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کا اندازِ خطابت انفرادی حیثیت کا حامل، انتہائی مؤثر، بلیغ، مدلّل اور قدیم و جدید حوالوں سے مزیّن ہوا کرتا تھا جس سے آپ دلوں کو گرمایا کرتے۔ ان کی وفات سے جماعت اہل حدیث ایک مایہ ناز سپوت سے محروم ہو گئی ہے۔ یہ بات اہلِ جماعت سے مخفی نہیں کہ مرحوم سرکاری ملازمت کے باوجود حتی المقدور دعوتِ دین کا فریضہ بڑی بے خوفی، اخلاص اور دردمندی سے ادا کر رہے تھے۔ نوجوانوں کو تیار کر کے ان سے دعوت و تبلیغ کا کام لینا آپ کا خصوصی مشن تھا——

دعاء ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے:

اللّٰهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسّع مدخله

آمین!

(جناب ہولا بخش محمدی، لیکچرار گورنمنٹ ڈگری کالج مٹھی)